خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 89

Track - 2

19:36

روحانیت سیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اقتدار ، سیکس اور غصے سے بچا جائے''

''اس پر تفصیل سے بتادیں۔

انسان کی زندگی میبنیادی کمزوریاں تین بتائی جاتی ہیں۔ ایک غصہ، اقتدار کی خواہش، اور تیسرا سیکس۔ اس میں کوئی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ غصہ جو ہے انسان کو بے حال کردیتا ہے۔ غصے میں وہ اپنا بھی نقصان کرتا ہے۔ اور جس کے اوپر غصہ کیا جاتا ہے اس کا بھی نقصان ہوتا ہے۔ غصہ در اصل تخریب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ جب بھی آدمی غصہ کرتا ہے تو وہ اور اس کی عقل دونوں جو ہیں وہ معطل ہوجاتی ہیں۔ اور غصے کی حالت میں وہ اس قسم کی باتیں بھی کرجاتا ہے جس کو بعد میں کسی بھی صورت سے ٹھیک نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً ایک آدمی ہے بہت غصے والا ہے ۔ اور اس نے غصے میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ اب وہ طلاق واپس تو نہیں ہوسکتی۔ اب یہ زندگی بھر کا پچھتاوا جو ہے وہ اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ غصے کو اللہ تعالیٰ نے بھی منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ غصہ نہیں کرتے یا غصے کے جذبات پر قابو پالیتے ہیں اللہ ایسے احسان کرنے والے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ اب اس کا دوسرا رخ یہ ہے کہ جو لوگ غصہ کرتے ہیں اور اپنے غصے کے جذبات پر کنٹرول حاصل نہیں کرسکتے اللہ ایسے بندوں سے محبت نہیں کرتا۔ اب غصے کی تعریف یہ ہوئی کہ غصہ کرنے والے سے اللہ میاں محبت نہیں کرتے۔ اور جو لوگ غصے کے جذبات پر قابو پالیتے ہیں اور لوگوں کو معاف کردیتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ تو غصے کا سب سے بڑانقصان تو یہ ہوا کہ انسان اللہ کی محبت سے دور ہوجاتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ مخلوق جو کالق کی محبت سے دور ہوجاتی ہے تو مخلوق کے پاس تو کوئی سرمایہ رہا ہی نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ بھٹکتا پھرے۔ اس کو پریشانیاں لاحق ہوں۔ اس کا سکون غارت ہو۔ اس کے لئے دوست احباب جو ہیں وہ دوست احباب نہ رہیں۔ دشمن بن جائیں تو غصہ جو ہے وہ انسان کے اندر ایسی ٹوٹ پھوٹ کردیتا ہے اور انسان کو اس طرح جلا کر خاکستر کردیتا ہے کہ وہ نہ دنیاوی کام کا رہتا ہے بندہ اور نہ وہ آخرت کے کام کا رہتا ہے۔ غصہ کرنے والے بندوں سے اولاد بھی دور ہوجاتی ہے۔ بیوی بھی عاجز اور پریشان ہوتی ہے۔ یا غصہ کرنے والی بیوی سے بچے بھی پریشان رہتے ہیں۔ اس کا خاوند بھی پریشان رہتا ہے۔ غصہ کسی بھی حال میں انسان کو خوشی نہیں دیتا۔ سکون نہیں دیتا۔ حضور قلندر بابا اولیاء نے غصے کو اس لئے منع کیا ہے کہ غصہ کرنے والا بندہ جو ہے ایک تو دنیا میں ہر دل عزیز

نہیں رہتا دوسرے اللہ کی محبت سے دور ہوجاتا ہے۔ اور جب اللہ کی محبت
سے دور ہوجاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کی طرف سے جو رحمت کا
پروٹیکشن اس کو ملنا چاہئیے تھا وہ اس کو نہیں مل رہا ۔ دوسرا مسئلہ ہے
اقتدار کا۔ اب آپ یہ دیکھیں اقتدار کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو منوانا۔اپنی
حاکمیت قائم کرنا۔ دوسرے لوگوں کو اپنے سے کمتر سمجھنا۔ غلام سمجھنا۔
چھوٹا سمجھنا۔ گھٹیا سمجھنا۔ یہ اقتدار کی تعریف ہے۔ جب بھی انسان کے اندر
اقتدار کا تصور ابھرتا ہے تو ساتھ ساتھ یہ تصور بھی ابھرتا ہے کہ ہم حاکم ہیں
اور دوسرے سارے لوگ محکوم ہیں۔ ہماری بات کو اس طرح ماننا چاہئیے کہ ان
کی ذمہ داری ہے ان کے اوپر یہ فرض ہے کہ ہماری بات مانیں۔ اقتدار کے نشے
میں آدمی وہ کچھ کام کرتا ہے جس سے بعض اوقات تو انسانیت کے مذاق ہوتا
ہوا محسوس ہوتا ہے۔ جیسے آپ نے دیکھا اقتدار کے نشے میں ابھی یہ ایران
عراق کی لڑائی ہوئی۔ یہ بھی اقتدار ہی کا سارا چکر تھا۔ یہ امریکہ نے ابھی
ملکر اور عراق نے کیا عربوں پر حملہ کیا یہ بھی سب اقتدار کا چکر ہے۔ آج دنیا
میں جو بھی کچھ ہورہا ہے وہ اقتدار ہی کا چکر ہے۔ سارا کا سارا یہ ایک قوم
یہ چاہتی ہے کہ میرا اقتدار قائم ہوجائے اور ساری دنیا جو ہے میری غلام بن
جائے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو برابری کے ساتھ پیدا کیا۔ اب جس طرح
بش پیدا ہوا اسی طرح ایک عام آدمی بھی پیدا ہوا۔ اسی طرح وہ جیسے ماں
کے پیٹ سے پیدا ہوا دودھ پیا بچپن جوانی گزار کر بڑا ہوا اسی طرح ایک چمار
بھی اپنے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور اس کا دودھ پیا اسی طرح جوان ہوا۔ یہ
ایک حاکمیت کا اقتدار ہوتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ہم یہ دیکھتے ہیں گھر وں میں
بھی اقتدار کی جنگ ہوتی ہے۔ بیوی چاہتی ہے میرا اقتدار قائم رہے۔ شوہر یہ
چاہتا ہے کہ میرا اقتدار قائم رہے۔اس کے نتیجے میں دونوں ٹکرا جاتے ہیں۔ تو
اب پاکستان کا گھر تو میرا خیال ہے سو میں سے ایک بھی گھر ایسا نہیں ہوگا کہ
جہاں لڑائی جھگڑا فساد نہ ہو۔ آپس میں میاں بیوی نہ لڑیں۔ اس کی بنیاد بھی
اقتدار ہے۔ شوہر چاہتا ہے کہ میرا کہا مانا جائے۔ بیوی چاہتی ہے میرا کہا مانا
جائے۔ تو اس اقتدار کی جنگ کا یہ نقصان ہوا کہ اولادیں جو ہیں وہ خود سر
ہوجاتی ہیں۔ باغی ہوجاتی ہیں۔ اور وہ کوئی فیصلہ نہیں کرپاتیں کہ بھئی ان
میں کون غلط ہیں۔ اور جب وہ شعور میں داخل ہوتی ہیں تھوڑے عرصے بعد تو
وہ دونوں ماں باپ میں سے کسی ایک کو سمجھتی ہے کہ یہ قصور وار ہے۔ اور
کسی ایک کو سمجھتی ہے کہ یہ ظالم ہے۔ نتیجے میں یہ کہ وہ یا باپ سے دور
اولاد ہوجاتی ہے۔ یا ماں سے اولاد دور ہوجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب اس
زمانے میں شادی کے جو تقاضے ہیں وہ بھی دیکھیں کم پڑ گیا ہے۔ اب جو نوجوان
لوگ ہیں بچے شادی نہیں کرنا چاہتے۔اس کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ
یہ دیکھتے ہیں کہ ماں باپ بہت لڑتے ہیں ۔ شادی کا منشاء اور مفہوم یہ ہے
کہ دونوں میاں بیوی آپس میں لڑتے رہیں۔ تو اس سے معاشرے میں کتنے بڑے
نقائص پیدا ہوں گے یا ہورہے ہیں ۔ تو اقتدار جو ہے ناں وہ کسی بھی صورت

سے انسان کے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔ اقتدار اگر کسی کو زیب دیتا ہے تو وہ اللہ کو زیب دیتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ ایسی ہستی ہے کہ وہ جو کچھ چاہے جب چاہے جس طرح چاہے وہ کرسکتا ہے۔ یہ ایک آدمی اقتدار کی کرسی پر سانپ بن کر بیٹھ جائے وہ بھی عام انسانوں کی طرح ہے۔ اسے ... ہونا ہے۔ اسے مرنا بھی ہے۔ جیسے ایک عام آدمی جس طرح کتے بلی مرجاتے ہیں اسی طرح جب صدر کی بھی موت آتی ہے تو وہ مرجاتا ہے۔ تو یہ جو اقتدار ہے اصل میں انسان کے اندر سے انسان کے اوصاف کو نکال دیتا ہے۔ اور اس کے اندر ایک کبر اور غرور پیدا کردیتا ہے۔ اور وہ کبر اور غرور پھر انسان کو شداد بنادیتا ہے۔ کبھی نمرود بنادیتا ہے۔ کبھی فرعون بنادیتا ہے۔ کبھی قارون بنادیتا ہے۔ جتنے بھی پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ان کی تعلیمات میں ایک بات یہ بھی رہی ہے کہ انہوں نے یہی کہا ہے کہ اقتدار جو ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ انسان کو کوئی اقتدار اس لئے حاصل نہیں ہے کہ انسان مجبور محض ہے۔ اور اگر اقتدار انسان کو مل جائے تو دراصل وہ اقتدار نہیں ہوتا وہ اللہ کی مخلوق کا خدمت گزار ہوتا ہے۔ خادم ہوتا ہے۔ تو کسی آدمی کا جو انتخاب ہوتا ہے بحیثیت امیر کے وہ اقتدار کی حیثیت سے نہیں ہوتا بلکہ وہ اس کی حیثیت عوام کے خادم کی ہوتی ہے کہ وہ عوام کے لئے سہولتیں پیدا کرتا ہے۔ عوام کے لئے آسانیاں پیدا کرتا ہے۔ جو کہ دنیا کی تاریخ میں آپ کے سامنے ہے نہیں ہوتا وہ عوام کے خادم ضرور کہتے ہیں لیکن جو اقتدار کی کرسی پر بیٹھ گیا وہ عوام سے تقریباً الگ ہی ہوجاتا ہے۔ اس کا کھانا پینا ، اس کا سونا جاگنا، اس کی سیکورٹی، اس کا یہ وہ سب عوام کے خلاف ہوتا ہے۔ اقتدار جو ہے انسانیت سے آدم کو دو ر کردیتا ہے۔ اس کے اندر جو مخلوق کی صفات ہیں عاجزی، انکساری، محتاجی وہ ختم ہوجاتی ہے، اور چونکہ وہ ختم ہوجاتی ہے عاجزی انکساری اس کے اندر ایک قسم کا کبر اور تکبر پیدا ہوجاتا ہے۔ تو کبر اور تکبر پیدا کرنے والا بندہ بھی اللہ سے قریب نہیں ہوسکتا۔ شیطان میں اورآدم میں جو نمایاں فرق ہے وہ یہی ہے کہ شیطان نے یہی غلطی کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پوچھا کہ تم نے کیوں غلطی کی تو اس نے کبر کا اظہار کیا۔ احساس اور بڑائی کا اظہار کیا۔ اور نہ صرف اس نے کبر اور احساس بڑائی کا اظہار کیا بلکہ اس نے یہاں تک کہہ دیا کبر میں ، کبر کے زعم میں کہ صاحب یہ آپ ہی نے گمراہ کیا اور آپ ہی مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ میں نے کیوں نافرمانی کی۔ آدم سے بھی نافرمانی ہوئی بالکل اسی طرح جس طرح شیطان نے نافرمانی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آدم سے بھی پوچھا بھئی تم نے کیوں کیا۔ تم نے یہ نافرمانی کیوں کی۔ تو آدم نے کبر نہیں کیا بلکہ عاجزی اور انکساری سے اللہ تعالیٰ کے حضور درخواست پیش کی کہ میں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ آپ مجھے معاف کردیں۔ اگر آپ نے مجھے معاف نہیں کیا تو میرا کہیں بھی ٹھکانہ نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کو آدم کی یہ عاجزی اور انکساری پسند آئی۔ اور آدم کو اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا۔ اس سے یہ پتہ چلا کہ اقتدار کی جو خواہش ہے وہ انسان

کو یا دوسری کسی نوع کو مثلاً جنات کو تو اس کو اپنی حیثیت سے جو انسان کا
اپنا مقام ہے بحیثیت مخلوق کے اس سے وہ گر پڑتا ہے۔ یہ شیطان اور آدم کے
قصے میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اس میں صاف ظاہر ہے شیطان
میں اپنا اقتدار تھا۔ جو آدم سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اسے عزت بخشی تھی معلم
الملکوت وہ ہوگیا تھا جب اس نے یہ دیکھا کہ آدم اس سے بڑا ہوجائے گا اور میرا
جو اقتدار تھا کائنات کے اوپر اور میری جو حیثیت تھی آسمانوں پر وہ آدم کے
مقابلے میں کم ہوجائے گی۔ اور مجھے آدم کا محکوم ہوکر رہنا پڑے گا۔ اس نے
بغاوت کردی۔ آدم اور شیطان کے قصے میں یہ حکمت ہمیں نظر آتی ہے کہ
بغاوت پرآمادہ کردیتا ہے اقتدار ۔ یعنی اقتدار جو ہے اس کو قائم کرنے کے لئے
آدمی یہ بھی نہیں سوچتا کہ میری حیثیت کیا ہے۔ وہ اللہ کے ساتھ بغاوت کردیتا
ہے۔ اب چونکہ ایک ایسی طرز فکر جس میں اللہ کے ساتھ بغاوت شامل ہوجائے
تو اس طریقے سے آدمی کبھی اللہ سے قریب نہیں ہوسکتا۔ اور نہ اللہ کا عرفان
اسے حاصل ہوسکتا ہے۔ تیسری جو کمزوری ہے وہ ہے جنس، سیکس جسے آپ
کہتے ہیں۔ اس میں بھی آپ نے دیکھا ہے اس میں لوگوں نے بادشاہتیں بھی چھوڑ
دی ہیں۔ اس میں لڑائیاں بھی ہوتی ہیں۔ اس میں قتل بھی ہوتے ہیں۔ یہ ایسا
جذبہ اور ایسی ... اور ایسا تقاضہ ہے کہ اگر کسی آدمی کے اوپر یہ مسلط
ہوجائے تو آدمی شعوری طور پر پاگل اور مجنوں ہوجاتا ہے۔ جیسے شیریں فرہاد
کا آپ نے تذکرہ سنا ہوگا۔ لیلیٰ مجنوں کا قصہ سنا۔ اس میں کیا ہے عورت اور
مرد کے تعلق سے ظاہر ہے وہ سیکس اور جنس ہی ہے۔ اس میں یہ ہوا کہ
آدمی عقل و شعور سے بھی بیگانہ ہوجاتا ہے۔ اور اس کے اوپر ایسا پردہ آجاتا
ہے کہ جس پردے کی بنیاد پر وہ ذہنی طور پر کسی ایک انسان کی طرف اتنا
زیادہ متوجہ ہوجاتا ہے کہ اس کے ذہن میں سوائے انسان کے یعنی ایک مادی
انسان کے یا عورت کے یا مرد کے کوئی چیز نہیں آتی۔ جب کوئی چیز نہیں آتی
اور اس کا ذہن مادی انسان کی طرف ہوجاتا ہے تو وہ اپنی روح سے دور ہوجاتا
ہے۔ روحانی قدریں اس کے اندر اس قدر کمزور ہوجاتی ہیں ، معطل ہوجاتی
ہیں کہ سیکس غالب ہوجاتی ہے۔ جب سیکس غالب ہوجاتی ہے تو وہ کبھی
بھی روحانی نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ روحانی ہوتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ
ان کے اندر غصہ نہ ہو، ان کے لئے ضروری ہے کہ ان کو اقتدار کی خواہش نہ
ہو۔ اور ان کے لئے ضروری ہے کہ جنسی جو جذبہ ہے وہ معمولات کے مطابق
ہو۔ مثلاً جنسی جذبات شادی ۔ شادی اسی لئے کی جاتی ہے کہ نسل کشی ہو
اور اس سے نسل انسانی پھیلے۔ جانوروں میں بھی جنس ہوتی ہے۔ جانوروں
میں بھی غصہ ہوتا ہے۔ جانوروں میں بھی کیا کہتے ہیں کمزوریاں ہوتی ہیں۔
لیکن جانوروں میں اقتدار کی خواہش نہیں ہوتی ہے۔ کتے بھی لڑتے ہیں بھڑتے
ہیں۔ اور جنس بھی ہوتی ہے۔ انسان کے اندر جو ہے ایک زیادہ کمزوری ہے
جانوروں کی نسبت جس کو اقتدار کہتے ہیں۔ اقتدار کی خواہش کہتے ہیں۔
دوسرے یہ ہے کہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس زمین کے اوپر موجود جتنی بھی

مخلوقات ہیں سب کے اندر جنس ہے، سب کے اندر سیکس ہے۔ لیکن وہ جنس
اور سیکس جو ہے وہ نسل کشی کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً چڑیا ہے، کبوتر
ہے، گائے بھینس ہے بلی ہے، تو ان میں بھی آپ یہ دیکھیں کہ جب جنس سامنے
آجاتی ہے تو بیل بکرے، دو بیل آپس میں لڑ پڑتے ہیں۔ یعنی جنس جو ہے ایک
ایسی کیفیت ہے جس کیفیت میں نہ صرف یہ کہ آدمی کی عقل ماری جاتی ہے۔
بلکہ حیوان کی بھی عقل ماری جاتی ہے۔ حیوان بھی آپس میں لڑ پڑتے ہیں۔ اور
خنم خون ہوجاتے ہیں۔ تو اب تین کمزوری ہے انسان کے اندر ہے۔ جبکہ جانوروں
کے اندر دو کمزوریاں ہیں۔ اگر ان تینوں کمزوریوں کے اوپر آدمی قابو نہیں پائے
گا تو نہ ہی اس کی دنیاوی زندگی خوشیوں اور سکون کی گزرے گی اور نہ ہی
آخرت میں گزرے گی۔ روحانی طور سے دیکھا گیا ہے یہ جتنے لوگ عبادت گزار
زیادہ ہوتے ہیں ، شب بیدا رہوتے ہیں، ان کا یہ حال ہے کہ صاحب ان کے اندر
غصہ بہت زیادہ ہوجاتا ہے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ جو کچھ کرتے ہیں
عبادت و ریاضت اللہ کے لئے ان کے اندر عبادت کا ایک کبر پیدا ہوجاتا ہے کہ ہم
نیک ہیں۔ ہم نمازی ہیں۔ دوسرے نمازی نہیں ہیں۔ تو اس کبر کی بنیاد پر وہ
غصہ کرتے ہیں۔بات ایک ہی ہے کہ کبر سے غصہ آئے یا غصہ سے کبر پیدا ہو۔
اور غصہ والا بندہ اقتدار کی خواہش رکھنے والا بندہ اور جو اپنی جنس کو اپنے
قابو میں نہ رکھ سکے وہ بندہ روحانی راستے پر سفر نہیں کرسکتا۔ اور روحانی
علوم وہ سیکھ نہیں سکتا۔ اور جب وہ روحانی علوم نہیں سیکھ سکتا تو اللہ کا
عارف نہیں ہوسکتا۔ اور جب اللہ کا عارف نہیں ہوسکتا تو اللہ کا دوست نہیں
ہوسکتا۔ اور جب اللہ کا دوست نہیں ہوسکتا تو جنت میں نہیں جاپائے گا۔ تو یہ
بنیادی کمزوریاں ہیں۔ ان کے اوپر قابو پانا جو ہے بہت ضروری ہے۔ اور کوئی
ایسی کمزوریاں نہیں ہیں کہ جن کے اوپر قابو پانا مشکل ہوگا۔ یہ آدمی کا اپنا
ذہن ہے تھوڑی سی جدوجہد اور کوشش سے ان کمزوریوں کے اوپر قابو پایا
جاسکتا ہے۔ اب یہ ضروری ہے کہ آپ ضرور ہی غصہ کریں۔ اپنے آپ کو کنٹرول
میں رکھیں۔ ۔ ★★★★★